سورة النور

آیات ٣٦ - ۴٠

اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا
كَوۡكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيۡتُوۡنَةٍ لَّا شَرۡقِيَّةٍ وَّلَا غَرۡبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيۡتُهَا يُضِىۡٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡهُ
نَارٌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰى نُوۡرٍ ؕ يَهۡدِى اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَيَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ
عَلِيۡمٌ ۙ ﴿٣٥﴾
فِىۡ بُيُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنۡ تُرۡفَعَ وَيُذۡكَرَ فِيۡهَا اسۡمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيۡهَا بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ ۙ ﴿٣٦﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا
تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيۡتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوۡنَ يَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِيۡهِ
الۡقُلُوۡبُ وَالۡاَبۡصَارُ ۙ ﴿٣٧﴾ لِيَجۡزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَيَزِيۡدَهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ
بِغَيۡرِ حِسَابٍ ﴿٣٨﴾
وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَعۡمَالُهُمۡ كَسَرَابٍۢ بِقِيۡعَةٍ يَّحۡسَبُهُ الظَّمۡاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمۡ يَجِدۡهُ شَيۡـًٔـا وَّوَجَدَ
اللّٰهَ عِنۡدَهٗ فَوَفّٰٮهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ۙ ﴿٣٩﴾ اَوۡ كَظُلُمٰتٍ فِىۡ بَحۡرٍ لُّـجِّىٍّ يَّغۡشٰٮهُ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ مَوۡجٌ
مِّنۡ فَوۡقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ ؕ اِذَاۤ اَخۡرَجَ يَدَهٗ لَمۡ يَكَدۡ يَرٰٮهَا ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَجۡعَلِ اللّٰهُ
لَهٗ نُوۡرًا فَمَا لَهٗ مِنۡ نُّوۡرٍ ﴿٤٠﴾

سُورَةُ النُّورِ

آیات 64

مدنية

سُورَةٌ أَنزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

اسلام فرد، خاندان، معاشرے، ریاست اور امت کو اللہ کے نورِ ہدایت کے تابع کر کے عفت، حیا، عدل، قانونی اور اجتماعی پاکیزگی کا نظام قائم کرتا ہے

شرعی حدود
آیات 1 تا 26

- زنا کی حد (آیات 3-1)
- تہمت (قذف) کا حکم (آیات 5-4)
- لعان (میاں بیوی کے درمیان جھوٹی تہمت) (آیات 10-6)
- واقعہ افک (تہمت کا واقعہ) (آیات 22-11)
- آخرت میں تہمت کی سزا (آیات 26-23)

معاشرتی آداب (حصہ اول)
آیات 27 تا 34

- گھر میں داخل ہونے کے آداب (آیات 29-27)
- مرد و خواتین کے لیے نظریں نیچی رکھنے اور زینت چھپانے کا حکم (آیات 31-30)
- نکاح اور غلاموں کی آزادی کا حکم (آیات 34-32)

نورِ الٰہی، مساجد کا فضل اور اس کی قدرت
آیات 35 تا 46

- اللہ کا نور اور مساجد کو آباد کرنے والوں کا اجر (آیات 38-35)
- کافروں کے اعمال کی مثال (آیات 40-39)
- اللہ کی قدرت کی نشانیاں (آیات 46-41)

اللہ کی آیات پر منافقین کا رویہ
آیات 47 تا 57

- مومنوں کی فرمانبرداری اور منافقوں کا جھوٹ (آیات 54-47)
- اللہ کا طریقہ کار بندوں کے لیے (آیات 57-55)

معاشرتی آداب (حصہ دوم)
آیات 58 تا 64

- گھروں کے دیگر آداب (آیات 61-58)
- رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ برتاؤ کے آداب (آیات 63-62)
- اللہ کی بادشاہت، علم اور قدرت (آیت 64)

آیات 35-40

سورۃ النور کی یہ آیات پوری سورت کا دل اور مرکز ہیں۔ جس طرح سورج کی روشنی ہر چیز پر پڑتی ہے اور کوئی گوشہ اس سے محروم نہیں رہتا، اسی طرح ان آیات کا نور سورت کے ہر حصے پر پڑ رہا ہے -چاہے وہ پردے کے احکام ہوں، گھر میں داخلے کی اجازت کا حکم ہو، واقعۂ افک کا تذکرہ ہو یا منافقین کا ذکر -سب اسی مرکزی روشنی سے منسلک ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے سامنے دو تصویریں رکھی ہیں- ایمان کی اور کفر کی- جو براہِ راست انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے جڑی ہوئی ہیں۔

ایمان کی تمثیل یہ ہے کہ نورِ ہدایت جب دل میں اترتا ہے تو مشکاۃ کے چراغ کی مانند محفوظ، مرکوز اور تابناک ہو جاتا ہے اور پھر یہ نور دل تک محدود نہیں رہتا بلکہ سوچ، کردار اور زندگی کے ہر گوشے میں پھیل جاتا ہے۔ جو اندر سے روشن ہو، باہر سے بھی اس کی زندگی روشن ہوتی ہے۔

کفر کی تمثیل اس کے برعکس گہرے سمندر کی تاریکی جیسی ہے- اندھیرے پر اندھیرا، "بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ" کہ ہاتھ سامنے کرو تو نظر نہ آئے۔ کفر انسان کو اسی اندھے کنویں میں ڈال دیتا ہے جہاں حق سامنے ہو تو بھی دکھائی نہ دے اور راستہ کھلا ہو تو بھی سجھائی نہ دے۔

اہلِ ایمان کو یہ یاد دہانی کہ ایمان کا نور پوری زندگی میں پھیلنا چاہیے، اور اہلِ کفر کو یہ تنبیہ کہ جس تاریکی کو وہ زندگی سمجھ رہے ہیں وہ دراصل ہلاکت کی راہ ہے

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ

(اُس کے نور کی طرف ہدایت پانے والے)

بُيُوْت : بَيْتٌ کی جمع (گھر)

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ - ان گھروں میں ہیں (جن کو) حکم دیا اللہ نے

اَذِنَ يَاْذَنُ ، اِذْنًا : اجازت دینا، حکم دینا

اَنْ تُرْفَعَ - کہ وہ بلند کیے جائیں

رَفَعَ يَرْفَعُ ، رَفْعًا : بلند کرنا

وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ - اور ذکر کیا جائے ان میں اس کے نام کا

ذَكَرَ يَذْكُرُ ، ذِكْرًا : ذکر کرنا

يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا - وہ تسبیح بیان کرتے ہیں اسی کی ان میں

سَبَّحَ يُسَبِّحُ ، تَسْبِيْحًا : تسبیح بیان کرنا (II)

بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ - صبح و شام

غُدُوّ : جمع ہے غَدَاة کی (صبح)

اٰصَال : جمع ہے اَصِيْلٌ کی (شام)

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ - (یہ وہ) مرد ہیں نہیں غافل کرتی جن کو

رِجَال : جمع ہے رَجُلٌ کی (مرد)

اَلْهٰى يُلْهِيْ ، اِلْهَآءٌ : غافل کرنا (IV)

تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ - تجارت اور نہ خرید و فروخت

تِجَارَةٌ : تجارت، بیوپار (trade, commerce, business)

بَيْعٌ : خرید و فروخت، لین دین (selling, sale transaction)

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ - اللہ کے ذکر سے

وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙۛ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ۙۛ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ - اور نماز قائم کرنے سے

وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ - اور زکوۃ ادا کرنے سے

يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ - وہ ڈرتے ہیں اس دن سے (کہ) اُلٹ جائیں گے

فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ - اس میں دل اور آنکھیں

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ - تاکہ اللہ بدلہ دے انہیں

اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا - بہترین (اس کا) جو انہوں نے عمل کیے

وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ - اور زیادہ دے انہیں اپنے فضل سے

وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ - اور اللہ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے

بِغَيْرِ حِسَابٍ - بغیر حساب کے

خَافَ يَخَافُ ، خَوْفًا خوف کھانا، ڈرنا

تَقَلَّبَ يَتَقَلَّبُ ، تَقَلُّبٌ : پھر جانا، الٹ پلٹ ہو جانا (۷)

جَزٰی يَجْزِیْ ، جَزَآءٌ : جزا دینا، بدلہ دینا

اَحْسَن : زیادہ اچھا، بہت اچھا (افعل التفضیل)

زَادَ يَزِيْدُ ، زِيَادَةٌ : زیادہ دینا

اردو میں:

فِیۡ بُیُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنۡ تُرۡفَعَ وَ یُذۡکَرَ فِیۡہَا اسۡمُہٗ ۙ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیۡہَا بِالۡغُدُوِّ وَ الۡاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡہِیۡہِمۡ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ وَ اِقَامِ
الصَّلٰوۃِ وَ اِیۡتَآءِ الزَّکٰوۃِ ۪ۙ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِیۡہِ الۡقُلُوۡبُ وَ الۡاَبۡصَارُ ﴿٭ۙ۳۷﴾ لِیَجۡزِیَہُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَ یَزِیۡدَہُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ یَرۡزُقُ
مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

(اُس کے نور کی طرف ہدایت پانے والے) اُن گھروں میں پائے جاتے ہیں جنھیں بلند کرنے کا، اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ نے اذن دیا ہے۔ اُن میں ایسے لوگ صبح و شام اُس کی تسبیح کرتے ہیں جنھیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور اقامت نماز و ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کر دیتی وہ اُس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل الٹنے اور دیدے پتھرا جانے کی نوبت آ جائے گی۔ (اور وہ یہ سب کچھ اس لیے کرتے ہیں) تاکہ اللہ ان کے بہترین اعمال کی جزا اُن کو دے اور مزید اپنے فضل سے نوازے، اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے

desiar eb ot dewolla sah hallA hcihw sesuoh ni (dnuof era thgiL siht ot detcerid era ohw esohT) eht ni dna gninrom eht ni miH yfirolg elpoep meht ni :derebmemer eb ot si eman siH nierehw dna gnirebmemer morf meht strevid tfiorp refta gnivirts ron ecremmoc rehtien mohw elpoep ,gnineve lla hcihw no yaD eht daerd ohw elpoep ;hakaZ gniyap morf dna ,reyarP gnihsilbatse morf ,hallA yam hallA taht (os siht lla od ohw elpoep) ;defiirtep eb lliw seye dna denrutrevo eb lliw straeh erom meht nopu wotseb lliw eH deedni ;did yeht taht tseb eht htiw ecnadrocca ni meht drawer .erusaem lla dnoyeb slliw eH reveosmohw stnarg hallA rof ,ytnuoB siH fo tuo

آیات 36 تا 38 - نورِ ایمان کے ثمرات

ان آیات میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جن کے دل اللہ کے نورِ ہدایت سے روشن ہو چکے ہیں۔ یہ نور صرف ایک اندرونی کیفیت نہیں رہتا، بلکہ انسان کی عبادت، معمولات، تجارت، تعلقات اور آخرت کے شعور میں ظاہر ہوتا ہے۔

ایسے لوگ اللہ کے گھروں یعنی مساجد سے وابستہ رہتے ہیں، جہاں صبح و شام اللہ کا ذکر، تسبیح، نماز اور بندگی کا ماحول قائم رہتا ہے۔ ان کی زندگی کا مرکز دنیا نہیں بلکہ اللہ کی یاد ہوتی ہے، اس لیے مصروفیات کے باوجود ان کا دل مسجد، نماز اور ذکر سے جڑا رہتا ہے۔

ان کی ایک نمایاں صفت یہ ہے کہ تجارت، خرید و فروخت، روزگار اور دنیاوی مشغولیات انہیں اللہ کے ذکر، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتیں۔ وہ دنیا میں رہتے ہیں، کاروبار بھی کرتے ہیں، مگر دنیا ان کے دل پر غالب نہیں آتی

ان کے باطن میں آخرت کا گہرا احساس زندہ ہوتا ہے۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل الٹ جائیں گے اور آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی؛ یعنی قیامت کا دن، جب ہر انسان کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہو گا۔ یہی خوف انہیں غفلت، ظلم، حرام کمائی اور بے عملی سے بچاتا ہے۔ ان کے اعمال کے بدلے انہیں اللہ کی طرف سے بشارت اور فضل کی نوید

نورِ ایمان کا عملی نتیجہ عبادت، ذکر، نماز، زکوٰۃ، آخرت کا خوف اور دنیا کے اندر رہتے ہوئے اللہ کی اطاعت ہے۔

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ﴿۳۶﴾

- سابقہ آیت کریمہ (آیتِ نور) میں اللہ تعالیٰ نے قلب مومن میں اپنا نور ہدایت ڈال دینے کی ایک خاص مثال بیان فرمائی ہے۔ اب اس آیت کریمہ میں ان مومنین کا محل اور ٹھکانہ بیان کیا گیا ہے جہاں وہ اکثر پائے جاتے ہیں۔
- فِيْ بُيُوْتٍ کی نحوی ترکیب اور مفہوم میں مفسرین کے ہاں چند آراء ملتی ہیں:
- بعض اہلِ علم کے نزدیک بُيُوْتٍ سے مراد اللہ تعالیٰ کی مساجد اور اس کے معابد ہیں (علامہ زمخشری نے اسی قول کو ترجیح دی۔ وہ اس کا تعلق مشکوٰۃ سے جوڑتے ہیں)
- اکثر مفسرین، جن میں ابن کثیر بھی شامل ہیں، اسے سابقہ جملے يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهٖ سے متعلق سمجھتے ہیں۔ اس اعتبار سے مفہوم یہ بنتا ہے کہ اللہ جسے اپنے نورِ ہدایت کی طرف رہنمائی دیتا ہے، اس نور کے پانے کی جگہیں وہ گھر ہیں جہاں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ ربط سیاقِ کلام کے لحاظ سے زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ آیتِ نور کے بعد فوراً ان مقامات اور لوگوں کا ذکر آتا ہے جو اس نور کے حامل ہیں۔
- بُیُوت سے مراد کون سے گھر ہیں؟
- بعض اہلِ علم نے اس سے مراد اہلِ ایمان کے گھر لیے ہیں، اور ان کے بلند کیے جانے کا مطلب اخلاقی و روحانی بلندی قرار دیا ہے۔ یہ مفہوم بھی آیت کے عمومی پیغام سے بعید نہیں، کیونکہ مومن کا گھر بھی ذکر، نماز اور پاکیزگی سے روشن ہو سکتا ہے
- لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک یہاں بُیُوت سے مراد خاص طور پر مساجد ہیں۔ امام قرطبیؒ نے بھی اسی رائے کو ترجیح دی ہے اور مساجد کو اللہ کے گھر قرار دیتے ہوئے ان کی تعظیم، برکت اور حفاظت کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے مساجد کو اللہ کے گھر قرار دینے کی ترجیح میں یہ حدیث مبارکہ پیش کی ہے:

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾

- "جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ مجھ سے محبت کرے اور جو مجھ سے محبت رکھنا چاہے اس کو چاہیے کہ میرے صحابہ سے محبت کرے۔ اور جو صحابہ سے محبت رکھنا چاہے اس کو چاہیے کہ قرآن سے محبت کرے۔ اور جو قرآن سے محبت رکھنا چاہے اس کو چاہیے کہ مسجدوں سے محبت کرے کیونکہ وہ اللہ کے گھر ہیں، اللہ نے ان کی تعظیم کا حکم دیا ہے اور ان میں برکت رکھی ہے۔ وہ بھی بابرکت ہیں اور ان کے رہنے والے بھی بابرکت ہیں۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں اور ان کے رہنے والے بھی حفاظت میں ہیں۔ وہ لوگ اپنی نمازوں میں مشغول ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے کام بناتے اور حاجتیں پوری کرتے ہیں۔ وہ مسجدوں میں ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے پیچھے ان کی چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں (ابن حبان)" - تفسیر القرطبیؒ
- (مَنْ أَحَبَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَلْيُحِبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ أَصْحَابِي، وَمَنْ أَحَبَّ أَصْحَابِي فَلْيُحِبَّ الْقُرْآنَ، وَمَنْ أَحَبَّ الْقُرْآنَ فَلْيُحِبَّ الْمَسَاجِدَ، فَإِنَّهَا أَفْنِيَةُ اللَّهِ وَأَبْنِيَتُهُ، أَذِنَ اللَّهُ فِي رَفْعِهَا وَبَارَكَ فِيهَا، مَيْمُونَةٌ مَيْمُونٌ أَهْلُهَا، مَحْفُوظَةٌ مَحْفُوظٌ أَهْلُهَا، هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي حَوَائِجِهِمْ، هُمْ فِي مَسَاجِدِهِمْ وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ)
- رَفَعَ کا مفہوم : رَفَعَ کے معنی بلند کرنے، تعمیر کرنے اور تعظیم کرنے کے ہیں۔ آیت میں مساجد کے بارے میں تُرْفَعَ کا مفہوم یہ ہے کہ انہیں تعمیر بھی کیا جائے، آباد بھی رکھا جائے، اور ان کی حرمت و پاکیزگی کا خاص خیال رکھا جائے
- حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک اس سے مراد مساجد کی تعظیم اور انہیں لغو کاموں اور لغو باتوں سے محفوظ رکھنا ہے، جبکہ عکرمہ اور مجاہد کے نزدیک اس میں مسجد کی تعمیر بھی شامل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دونوں مفہوم درست ہیں، کیونکہ اسلام نے مساجد کی تعمیر کے ساتھ ان کی صفائی، ادب اور احترام کا بھی حکم دیا ہے۔ اسی لیے مسجد کو نجاست، بدبو، شور، لغو گفتگو اور تکلیف دہ چیزوں سے بچانا ضروری ہے۔ لہسن، پیاز، سگریٹ، تمباکو یا کسی بدبو کے ساتھ مسجد میں آنا اسی ادب کے خلاف ہے۔ خلاصہ یہ کہ مسجد صرف عمارت نہیں بلکہ اللہ کا گھر ہے؛ اس کی بلندی اس کی تعمیر، پاکیزگی، ادب، تعظیم اور ذکر و عبادت سے ہوتی ہے۔

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيۡتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوۡنَ يَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِيۡهِ الۡقُلُوۡبُ وَالۡاَبۡصَارُ ۙ﴿۳۷﴾

مردانِ خدا کے اوصاف

- اس آیت کریمہ میں اُن اہلِ ایمان کی صفات بیان کی گئی ہیں جن کے دل اللہ کے نور سے روشن ہیں؛ دنیا کی تجارت اور مصروفیات انہیں اللہ کے ذکر، نماز، زکوۃ اور آخرت کے خوف سے غافل نہیں کرتیں۔
- رِجَالٌ سے مراد: نورِ ہدایت سے فائدہ اٹھانے والے لوگ: آیتِ نور میں اللہ تعالیٰ نے اس نورِ ہدایت کی مثال بیان فرمائی جو مومن کے دل کو روشن کرتا ہے۔ اس کے بعد پہلے ان مقامات کا ذکر ہوا جہاں یہ نور پروان چڑھتا ہے، یعنی اللہ کے گھر، مساجد؛ اور اب ان لوگوں کی صفات بیان کی جا رہی ہیں جو اس نور سے حقیقی فائدہ اٹھاتے ہیں۔

1. دنیا میں رہتے ہوئے اللہ سے غافل نہ ہونا: یہ لوگ دنیا سے کٹے ہوئے نہیں ہوتے، بلکہ کاروبار، تجارت، محنت اور معاشی جدوجہد میں شریک ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی اصل خوبی یہ ہے کہ دنیا کی یہ دلکش مصروفیات انہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتیں۔ ان کی زبان پر اللہ کا ذکر، دل میں اللہ کی محبت، اور عمل میں اللہ کی شریعت کا لحاظ ہوتا ہے۔
2. تجارت اور بیع کا خصوصی ذکر: آیت میں تجارت اور بیع دونوں الفاظ آئے ہیں، حالانکہ بیع تجارت ہی کا حصہ ہے۔ اس میں لطیف اشارہ یہ ہے کہ تجارت ایک وسیع اور طویل معاشی عمل ہے، جبکہ بیع یعنی خرید و فروخت فوری نفع کا موقع ہوتا ہے۔ اللہ کے یہ بندے نہ طویل کاروباری مصروفیت میں اللہ کو بھولتے ہیں، نہ فوری نفع کے موقع پر دینی ذمہ داری چھوڑتے ہیں
3. کاروبار میں اللہ کے علم کا استحضار: جب یہ لوگ ناپتے، تولتے، بھاؤ تاؤ کرتے، اجرت طے کرتے یا کوئی معاملہ کرتے ہیں تو ان کے دل میں یہ احساس زندہ رہتا ہے کہ اللہ انہیں دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے، اسی لیے ان کی تجارت صرف نفع کمانے کا ذریعہ نہیں رہتی، بلکہ دیانت، امانت، عدل اور شریعت کی پابندی کا میدان بن جاتی ہے۔

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾

4. **اذان اور نماز کے وقت ان کا رویہ:** روایات میں ایسے اہلِ ایمان کا ذکر آتا ہے کہ جب اذان کی آواز سنتے تو فوراً کاروبار چھوڑ کر نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ ایک تاجر تولتے ہوئے اذان سنتا تو ترازو چھوڑ دیتا، اور ایک کاریگر کام کرتے ہوئے اذان سنتا تو اپنا ہتھوڑا بھی استعمال میں لائے بغیر نماز کے لیے چل پڑتا۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ کا حکم ان کے نزدیک دنیا کے نفع سے زیادہ اہم تھا

5. **صحابہ اور صالحین کا عملی نمونہ:** حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے صاحبزادے حضرت سالمؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بازار سے گزرے، نماز کا وقت ہوا تو لوگوں کو دیکھا کہ دکانیں بند کرکے مسجد کی طرف جا رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں قرآن نے فرمایا: رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔

6. اہل ایمان کا آخری وصف یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ذکر، نماز، زکوٰۃ اور اطاعت کے باوجود وہ قیامت کے دن سے خوف زدہ رہتے ہیں (جس دن دل شدید اضطراب میں ہوں گے اور آنکھیں ہولناک مناظر کو دیکھ کر بے قرار ہو جائیں گی)

ان کا خوف اس لیے نہیں کہ وہ اللہ سے ناامید ہیں، بلکہ اس لیے ہے کہ انہیں اپنی عبادت واطاعت کے قبول ہونے کی فکر رہتی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ کی عظمت کے سامنے بندے کا کوئی عمل اپنی ذات میں کافی نہیں، اس لیے وہ قبولیت اور فضل کے محتاج ہیں۔ اللہ انہیں امید دلاتا ہے کہ وہ ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دے گا، بلکہ اپنے فضل سے مقررہ جزا سے بھی بڑھ کر عطا فرمائے گا

نورِ ایمان کا اثر صرف مسجد تک نہیں بلکہ بازار، دفتر، تجارت، پیشہ، اجرت، خرید و فروخت اور روزمرہ معاملات میں بھی ظاہر ہونا چاہیے۔ سچا مومن وہ ہے جو دنیا کماتا ہے، مگر دنیا اس کے دل پر قبضہ نہیں کرتی، وہ کاروبار کرتا ہے، مگر اللہ کے ذکر، نماز، زکوٰۃ اور آخرت کے خوف کو کبھی پسِ پشت نہیں ڈالتا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ؀

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا - اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا

كَ : حرفِ تشبیہ (مانند)

اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ - ان کی اعمال کسی سراب کی مانند ہیں

سَرَاب : دھوکا دینے والی چمک (mirage, illusion)

بِقِيْعَةٍ - چٹیل میدان میں

بِ : میں، اندر

قِيعَة : کھلا، چٹیل، ہموار میدان (flat open plain)

يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً - گمان کرتا ہے اسے پیاسا پانی

حَسِبَ... گمان کرنا، خیال کرنا

ظَمَأَ : پیاس
ظَمْآن : شدید پیاسا شخص

حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ - یہاں تک کہ جب وہ آتا ہے اس کے پاس

جَآءَ يَجِيْٓءُ ، مَجِيْٓءٌ : آنا

لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا - نہیں پاتا اسے کچھ بھی

لَمْ : نہیں

وَجَدَ يَجِدُ ، وِجْدَانًا : پانا

وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ - اور وہ پاتا ہے اللہ کو اپنے پاس

فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ - تو وہ پورا چکا دیتا ہے اسے اس کا حساب

وَفّٰى يُوَفِّىْ ، تَوْفِيَةٌ : پورا پورا دینا (یا لے لینا بھی) (II)

اردو میں :

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ - اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

سَرِيْعُ : بہت جلد کرنے والا

اَوۡ كَظُلُمٰتٍ فِىۡ بَحۡرٍ لُّـجِّىٍّ يَّغۡشٰهُ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ سَحَابٌ‌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ ؕ اِذَاۤ اَخۡرَجَ يَدَهٗ لَمۡ يَكَدۡ يَرٰٮهَا ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَجۡعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوۡرًا فَمَا لَهٗ مِنۡ نُّوۡرٍ ۝٤٠

اَوۡ كَظُلُمٰتٍ - یا (ان کے اعمال ایسے ہیں) جیسے اندھیرے ہوں

اَوْ : یا (حرف عطف)

ظُلُمٰتٍ : اندھیرے

فِىۡ بَحۡرٍ لُّـجِّىٍّ - بہت گہرے سمندر میں

لُجَّةٌ : سمندر کی گہرائی، پانی کا گہرا اور وسیع حصہ (deep sea)

لُجِّیٍّ = لُجِّی + ی (یائے نسبتی)

یعنی لُجَّة سے منسوب، گہرائی والا

يَّغۡشٰهُ مَوۡجٌ - ڈھانپ رہی ہو اسے ایک موج

غَشِیَ يَغْشٰی، غِشَاوَةٌ : ڈھانپنا

اردو میں: غشی، غش کھانا، غاشیہ برداری

مِّنۡ فَوۡقِهٖ مَوۡجٌ - اس کے اُوپر ایک اور موج ہو

فَوْق : اوپر

مِّنۡ فَوۡقِهٖ سَحَابٌ - اور اسکے اوپر ایک بادل ہو

سَحَابٌ : بادل، بادلوں کا مجموعہ (گھنا/تاریک/بارش والا بادل)

ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ - اندھیرے ہیں ان میں سے بعض بعض کے اوپر ہیں (اندھیرے ہی اندھیرے)

اِذَاۤ اَخۡرَجَ يَدَهٗ - جب وہ نکالے اپنا ہاتھ

اَخْرَجَ يُخْرِجُ ، اِخْرَاجًا: نکالنا (IV)

يَدْ : ہاتھ

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِىْ بَحْرٍ لُّجِّىٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝٤٠

لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا - نہیں قریب (کہ) وہ دیکھ سکے اسے

كَادَ يَكَادُ ، كَوْدًا: قریب ہونا

رَاٰى يَرٰى، رُؤْيَةٌ : دیکھنا

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ - اور جو شخص (کہ) نہ بنائے اللہ

جَعَلَ يَجْعَلُ ، جَعْلًا : بنانا

لَهٗ نُوْرًا - اسکے لیے کوئی نور

فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ - تو نہیں ہے اس کے لیے (کہیں سے) کوئی نور۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۙ﴿۳۹﴾
اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِىْ بَحْرٍ لُّجِّىٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰٮهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ
نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾

(اس کے برعکس) جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے دشت بے آب میں سراب کہ پیاسا اس کو پانی سمجھے ہوئے تھا، مگر جب وہاں پہنچا تو کچھ نہ پایا، بلکہ وہاں اس نے اللہ کو موجود پایا، جس نے اس کا پورا پورا حساب چکا دیا، اور اللہ کو حساب لیتے دیر نہیں لگتی۔
یا پھر اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گہرے سمندر میں اندھیرا، کہ اوپر ایک موج چھائی ہوئی ہے، اس پر ایک اور موج، اور اس کے اوپر بادل، تاریکی مسلّط ہے، آدمی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی نہ دیکھنے پائے۔ جسے اللہ نور نہ بخشے اس کے لیے پھر کوئی نور نہیں۔

But for those who deny the Truth, their deeds are like a mirage in the desert, which the thirsty supposes to be water until he comes to it only to find that it was nothing; he found instead that Allah was with Him and He paid his account in full. Allah is swift in settling the account.
Or its similitude is that of depths of darkness upon an abysmal sea, covered by a billow, above which is a billow, above which is cloud, creating darkness piled one upon another; when he puts forth his hand, he would scarcely see it. He to whom Allah assigns no light, he will have no light.

محمد اقبال

آیات 39 تا 40

ان دو آیات میں اہلِ ایمان کے نورانی انجام کے مقابلے میں کافروں کے اعمال اور ان کی باطنی محرومی کی مثالیں بیان کی گئی ہیں

پہلی مثال سراب کی ہے، جسے پیاسا پانی سمجھتا ہے مگر قریب پہنچ کر کچھ نہیں پاتا؛ اسی طرح ایمان کے بغیر اعمال آخرت میں بے حقیقت ثابت ہوں گے

دوسری مثال گہرے سمندر کی تہہ در تہہ تاریکیوں کی ہے، جہاں موج کے اوپر موج اور اوپر بادل ہو، یہاں تک کہ انسان اپنا ہاتھ بھی نہ دیکھ سکے

اس سے واضح کیا گیا کہ اللہ کے عطا کردہ نورِ ہدایت کے بغیر انسان کے پاس نہ صحیح بصیرت ہوتی ہے، نہ اعمال کی حقیقی قدر، اور نہ آخرت میں کامیابی کا راستہ۔

وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَعۡمَالُهُمۡ كَسَرَابٍۢ بِقِيۡعَةٍ يَّحۡسَبُهُ الظَّمۡاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمۡ يَجِدۡهُ شَيۡـئًا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ فَوَفّٰٮهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ۙ﴿۳۹﴾

آیات 39-40

- آیتِ نور میں اُن اہلِ ایمان کا ذکر تھا جن کے دل نورِ ہدایت کو قبول کرنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں اور ان کے سینے نورِ ہدایت کے مشکوٰۃ ہوتے ہیں جن کی فطری استعداد ایمان کی روشنی سے منور ہو جاتی ہے۔
- آیات 39 اور 40 میں اُن لوگوں کی کیفیت بیان کی گئی ہے جن کے اندر ہدایت قبول کرنے کی فطری صلاحیت تو موجود تھی، لیکن جب وحیِ الٰہی ان کے سامنے آئی تو انھوں نے اس سے روگردانی کی اور نور سے محروم ہو گئے
- ان میں ایک گروہ وہ ہے جو کسی خودساختہ دین، باطل نظریے یا جھوٹی خوش گمانی پر مطمئن رہتا ہے؛ وہ اپنے اعمال کو کامیابی کا ذریعہ سمجھتا ہے، مگر موت اور آخرت کے وقت اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جسے پانی سمجھ رہا تھا وہ سراب تھا
- دوسرا گروہ کھلے منکرین اور باغیوں کا ہے، جو خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی طرف سے راستہ بنانا چاہتے ہیں، مگر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ تہہ در تہہ تاریکیوں میں بھٹکتے رہتے ہیں
- **اعمالِ کفار کی مثال: سراب**: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے اعمال کی مثال بیان فرمائی ہے جو نورِ ہدایت کو قبول نہیں کرتے۔ان کے اعمال بظاہر اچھے، مفید اور نجات کا ذریعہ محسوس ہوتے ہیں، مگر ایمان کے بغیر آخرت میں وہ بے حقیقت ثابت ہوں گے۔
- **سراب کی تمثیل**: ان کی مثال اس پیاسے مسافر جیسی ہے جو بے آب و گیاہ صحرا میں شدتِ پیاس سے بے حال ہو۔ دور سے چمکتی ہوئی ریت اسے پانی معلوم ہوتی ہے، وہ امید اور خوشی کے ساتھ اس کی طرف دوڑتا ہے۔ لیکن جب وہاں پہنچتا ہے تو...

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ؗ۳۹

- ... معلوم ہوتا ہے کہ جسے پانی سمجھا تھا وہ صرف سراب تھا۔اس وقت اس کی امید ٹوٹ جاتی ہے، پیاس باقی رہتی ہے، اور مایوسی اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔
- **باطل اعتماد کا انجام:** اسی طرح کافر یا مشرک اپنے بعض اعمال، عبادات، چڑھاووں، قربانیوں، سماجی خدمت یا نیکیوں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔وہ سمجھتے ہیں کہ یہ اعمال قیامت کے دن ان کے کام آئیں گے، یا جنہیں انہوں نے اللہ کا شریک بنایا ہے وہ سفارش کریں گے۔مگر جب آخرت میں حقیقت کھلے گی تو معلوم ہوگا کہ ایمان اور اخلاص کے بغیر یہ اعمال نجات کا ذریعہ نہیں بن سکے۔ان کے اعمال سراب کی طرح دھوکا ثابت ہوں گے؛امید بہت تھی، مگر حاصل کچھ نہ ہوگا۔
- **اللہ کے سامنے جوابدہی:** آیت بتاتی ہے کہ وہاں انہیں اپنے اعمال کا سہارا نہیں ملے گا، بلکہ وہ اللہ کو اپنے سامنے پائیں گے۔اللہ تعالیٰ ان کا پورا حساب لے گا اور جس انجام کے وہ مستحق ہوں گے، اس سے انہیں دوچار کیا جائے گا۔یہ بھی واضح کیا گیا کہ اللہ کے لیے حساب لینا کوئی مشکل کام نہیں؛ وہ سریع الحساب ہے۔قیامت، حساب، جزا اور سزا انسان کے گمان یا انکار سے ختم نہیں ہوتے؛ وہ اللہ کے قطعی فیصلے ہیں۔

ایمان، توحید اور اخلاص کے بغیر اعمال آخرت میں حقیقی وزن نہیں رکھتے
جو شخص اللہ کے نورِ ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خوش گمانیوں پر زندگی بناتا ہے، وہ آخر کار سراب کے پیچھے دوڑنے والے پیاسے کی طرح محروم رہ جاتا ہے۔

أَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝٤٠

اہلِ کفر کی باطنی تاریکی

- اس آیت میں کافروں کے اعمال کے بعد اب ان کی ذہنی اور روحانی تاریکی کی تمثیل بیان کی گئی ہے۔ جس دل میں اللہ پر ایمان، آخرت کا یقین اور وحی کی روشنی نہ ہو، اس کے لیے پوری کائنات ایک اندھیر نگری بن جاتی ہے۔ ایسا انسان اپنی حقیقت، زندگی کے مقصد، اعمال کی سمت اور آخرت کی جوابدہی کو صحیح طور پر نہیں پہچان پاتا۔

تہہ در تہہ تاریکیاں

- قرآن نے اس کیفیت کو گہرے سمندر کی تاریکی سے تشبیہ دی ہے، جس پر موج، اس کے اوپر دوسری موج، اور پھر بادل چھائے ہوئے ہوں۔ یہ صرف ظاہری اندھیرا نہیں بلکہ باطن کی وہ حالت ہے جس میں خواہشات، مفادات، اوہام، شکوک اور ضد ایک دوسرے پر چڑھتے چلے جاتے ہیں۔ کبھی نفس کی موج انسان کو بہا لے جاتی ہے، کبھی مفاد کا طوفان اسے اندھا کر دیتا ہے، اور کبھی خیالات و شبہات کے بادل اسے حق دیکھنے نہیں دیتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان اتنا بے بصیرت ہو جاتا ہے کہ اسے اپنا ہاتھ بھی سجھائی نہیں دیتا، یعنی وہ اپنے ہی وجود، انجام اور راستے سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔

زندگی کی اصل روشنی اللہ کی عطا کردہ ہدایت ہے
ایمان انسان کو اپنی ذات کا شعور، کائنات کا درست فہم، خواہشات کی حد، اعمال کی سمت اور آخرت کی فکر عطا کرتا ہے۔ جب یہ نور مل جائے تو فرد بھی بھٹکنے سے بچتا ہے اور قومیں بھی گمراہی سے محفوظ رہتی ہیں۔ لیکن جسے اللہ نور نہ دے، اس کے لیے کوئی حقیقی نور نہیں؛ عقل، تجربہ، فلسفہ اور خواہشات سب مل کر بھی وحی کی روشنی کا بدل نہیں بن سکتے

اَوۡ كَظُلُمٰتٍ فِىۡ بَحۡرٍ لُّـجِّىٍّ يَّغۡشٰٮهُ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ ؕ اِذَاۤ اَخۡرَجَ يَدَهٗ لَمۡ يَكَدۡ يَرٰٮهَا ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَجۡعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوۡرًا فَمَا لَهٗ مِنۡ نُّوۡرٍ ﴿٤٠﴾

أَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾

آیت 40 کی تمثیل

- اس آیت میں کفر کی باطنی تاریکی کو گہرے سمندر کی تاریکیوں سے تشبیہ دی گئی ہے: گہرا سمندر، اس پر موج، اس کے اوپر موج، پھر اوپر بادل، اور تہہ در تہہ تاریکیاں۔ جدید سمندری علم کے مطابق سمندر میں روشنی تدریجاً کم ہوتی جاتی ہے
- 200 میٹر کے بعد "deep ocean" شروع سمجھا جاتا ہے، اور 1000 میٹر سے نیچے سورج کی روشنی نہیں پہنچتی، جسے aphotic یا Midnight Zone کہا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے "ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دینا" گہرے سمندر کی ایک حقیقی کیفیت
- **موج کے اوپر موج:** آیت میں "موج کے اوپر موج" کا ذکر بھی نہایت معنی خیز ہے۔ عام انسان صرف سطحِ سمندر کی موج دیکھتا ہے، مگر جدید سائنس نے بتایا کہ سمندر کے اندر بھی internal waves ہوتی ہیں، یعنی پانی کی مختلف کثافت/درجہ حرارت والی تہوں کے درمیان اندرونی موجیں پیدا ہوتی ہیں۔ internal waves سمندر کی گہرائی میں واقع ہوتی ہیں اور عام انسانی مشاہدے سے پوشیدہ رہتی ہیں (Woods Hole Oceanographic Institution)
- اس آیت کا اصل مقصد سائنس پڑھانا نہیں، بلکہ یہ روحانی حقیقت سمجھانا ہے کہ جس طرح گہرے سمندر میں بادل، سطحی موج، اندرونی موج اور پانی کی گہرائی مل کر تاریکی کو تہہ در تہہ کر دیتے ہیں، اسی طرح ایمان سے محروم انسان پر خواہشات، شبہات، مفادات، ضد اور باطل نظریات کی تاریکیاں چھا جاتی ہیں۔ پھر وہ اپنے راستے، مقصد، انجام بلکہ اپنی ذات کو بھی درست طور پر نہیں پہچانتا۔ اس علمی اور سائنسی اشارے سے قرآن کی بیان کردہ تمثیل کی عظمت اور بھی واضح ہوتی ہے، مگر اصل سبق یہی ہے کہ جسے اللہ نورِ ہدایت نہ دے، اس کے لیے کوئی حقیقی نور نہیں۔ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ

اضافی مواد

Reference Material

ایمان کے بغیر اچھے اعمال کی حقیقت

- سورۃ النور کی آیات 39 اور 40 میں اللہ تعالیٰ نے کفر، نفاق اور ایمان سے محرومی کے انجام کو دو نہایت گہری تمثیلوں کے ذریعے واضح فرمایا ہے۔ پہلی مثال سراب کی ہے اور دوسری مثال تہہ در تہہ تاریکیوں کی۔ ان دونوں کا مرکزی پیغام یہ ہے کہ ایمان، اخلاص اور اللہ کی ہدایت کے بغیر انسان کے بظاہر اچھے اعمال بھی آخرت میں نجات کا ذریعہ نہیں بنتے

ظاہری نیکیوں کا دھوکا — سراب کی مثال

- بعض لوگ کفر یا نفاق کے باوجود کچھ بھلائی کے کام کرتے ہیں: خدمتِ خلق، صدقہ، سماجی کام، رشتہ داروں کی مدد، اخلاقی گفتگو، یا انسانیت کے نام پر بعض نیک سرگرمیاں۔ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ اعمال آخرت میں ان کے لیے کافی ہوں گے، چاہے ان کے اندر اللہ پر سچا ایمان، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، آخرت کی جوابدہی کا صحیح شعور اور اخلاص موجود نہ ہو۔
- قرآن کے نزدیک ایسے اعمال کی مثال سراب جیسی ہے۔ پیاسا آدمی صحرا میں دور سے چمکتی ہوئی ریت کو پانی سمجھتا ہے، امید باندھتا ہے، دوڑتا ہے، مگر جب قریب پہنچتا ہے تو وہاں کچھ نہیں پاتا۔ اسی طرح ایمان کے بغیر کیے گئے اعمال دنیا میں بڑے، روشن اور مفید نظر آسکتے ہیں، مگر آخرت میں جب انسان اللہ کے سامنے پہنچے گا تو معلوم ہوگا کہ وہ اعمال نجات کا سہارا نہیں بن سکے

عمل کی قبولیت کے لیے ایمان اور اخلاص شرط ہیں

- اسلام میں نیکی صرف ظاہری عمل کا نام نہیں؛ نیکی وہ عمل ہے جو ایمان، اخلاص اور صحیح نیت کے ساتھ کیا جائے۔ اگر کوئی عمل اللہ کو راضی کرنے کے بجائے شہرت، انسانیت پرستی کے مجرد تصور، قومیت، ذاتی نام، سیاسی فائدے یا اپنی بڑائی کے لیے کیا جائے تو وہ آخرت کے اجر کا مستحق نہیں بنتا۔

ایمان کے بغیر اچھے اعمال کی حقیقت

- ایسی نیکی کے دنیا میں اثرات ہو سکتے ہیں، لوگ تعریف بھی کر سکتے ہیں، معاشرہ فائدہ بھی اٹھا سکتا ہے، مگر اللہ کے ہاں قبولیت کے لیے دل کا ایمان اور نیت کی پاکیزگی ضروری ہے۔ یہاں ایک اہم فرق سمجھنا چاہیے: اسلام یہ نہیں کہتا کہ کافر یا بے ایمان شخص کا ہر اچھا کام دنیا میں بے فائدہ ہے۔ دنیا میں اس کے کام سے انسانوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے، بیماری کم ہو سکتی ہے، غربت میں سہارا مل سکتا ہے، علم و صنعت ترقی کر سکتی ہے۔ لیکن قرآن کا موضوع یہاں آخرت کی نجات اور اللہ کے ہاں قبولیت ہے۔ اس اعتبار سے ایمان کے بغیر عمل آخرت میں وہ وزن نہیں رکھتا جو مومن کے عمل کو حاصل ہوتا ہے

حقیقی علم اور ظاہری علم کا فرق

- دوسری تمثیل میں کفر و نفاق کی ذہنی اور روحانی تاریکی بیان کی گئی ہے۔ ایک انسان دنیا کے علوم و فنون میں بہت آگے ہو سکتا ہے، سائنس، ٹیکنالوجی، معاشیات، قانون، فلسفہ یا سیاست میں مہارت رکھ سکتا ہے، مگر اگر وہ اللہ، وحی، آخرت، مقصدِ حیات اور جواب دہی سے ناواقف ہے تو قرآن کے نزدیک وہ اصل روشنی سے محروم ہے۔
- حقیقی علم صرف کائنات کی چیزوں کو جان لینے کا نام نہیں، بلکہ خالق کو پہچاننا، اپنی حقیقت کو سمجھنا، زندگی کا مقصد جاننا، خیر و شر کی صحیح بنیاد کو ماننا، اور آخرت کی جواب دہی کے شعور کے ساتھ زندگی گزارنا ہے۔ اس پہلو سے ایک سادہ مومن، جو اللہ کو پہچانتا ہے اور اس کے سامنے جواب دہی کا احساس رکھتا ہے، اس شخص سے زیادہ بصیرت والا ہے جو دنیاوی علوم کا ماہر ہو مگر ہدایت سے محروم ہو۔

ایمان کے بغیر اچھے اعمال کی حقیقت

ایمان کے بغیر نیکی کیوں ناکافی ہے؟

- ایمان کے بغیر نیکی اس لیے ناکافی ہے کہ وہ اپنی اصل جڑ سے کٹی ہوئی ہوتی ہے۔ نیکی کی حقیقی روح یہ ہے کہ انسان اللہ کو اپنا رب مانے، اسی کی رضا کے لیے عمل کرے، اسی کے رسول کی ہدایت کے مطابق زندگی گزارے، اور آخرت میں اسی کے حضور جواب دہی کو اصل معیار سمجھے۔ جب یہ بنیاد ہی موجود نہ ہو تو عمل ظاہراً نیکی ہوتے ہوئے بھی آخرت کے لحاظ سے ناقص رہتا ہے۔
- مثال کے طور پر ایک عمارت بہت خوبصورت ہو، مگر بنیاد نہ ہو تو وہ قائم نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح نیک اعمال بظاہر روشن ہوں، مگر ایمان کی بنیاد نہ ہو تو آخرت میں وہ سہارا نہیں بنیں گے۔ قرآن نے دوسری جگہ ایسے اعمال کو تیز آندھی میں اڑتی ہوئی راکھ سے تشبیہ دی ہے؛ یعنی صورت تو موجود تھی، مگر ثبات اور وزن باقی نہ رہا۔

جھوٹی نیکی اور باطنی تاریکی

- کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پاس ظاہری نیکیاں بھی صرف نمائشی ہوتی ہیں۔ ان کے دل شہوت، دنیا پرستی، تکبر، مفاد، ضد اور خواہشاتِ نفس سے بھرے ہوتے ہیں۔ وہ نیکی کو بھی اپنی بڑائی، اثر و رسوخ یا سماجی مقام کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی کیفیت سراب سے بھی آگے بڑھ کر تہہ در تہہ تاریکیوں جیسی ہو جاتی ہے: خواہشات کی موج، مفادات کی موج، اوہام کے بادل، اور ہدایت سے محرومی کا گہرا سمندر۔
- جب انسان اللہ کے نور سے محروم ہو جائے تو پھر اس کی عقل بھی اسے صحیح منزل تک نہیں پہنچا سکتی۔ وہ اپنے آپ کو کامیاب سمجھتا ہے، مگر حقیقت میں راستہ کھو چکا ہوتا ہے۔ وہ اپنی نیکیوں پر مطمئن ہوتا ہے، مگر ان کی بنیاد ایمان و اخلاص پر نہیں ہوتی۔ وہ دنیا میں روشن خیال کہلاتا ہے، مگر آخرت کے معیار پر اندھیروں میں بھٹک رہا ہوتا ہے۔

ایمان کے بغیر اچھے اعمال کی حقیقت

- اسلام میں نجات کی بنیاد صرف " اچھا انسان " ہونے کا عمومی دعویٰ نہیں، بلکہ ایمان، توحید، اخلاص، اتباعِ رسول ﷺ اور صالح عمل کا مجموعہ ہے۔ اچھا عمل ضروری ہے، مگر وہ ایمان کے بغیر مکمل نہیں؛ ایمان ضروری ہے، مگر وہ عمل کے بغیر سچا ثابت نہیں ہوتا۔
- اس لیے مومن کو صرف اعمال کی کثرت پر نہیں، بلکہ ان کی بنیاد پر بھی نظر رکھنی چاہیے:
  - میرا عمل کس کے لیے ہے؟
  - کیا میری نیت اللہ کی رضا ہے؟
  - کیا یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق ہے؟ ک
  - یا میں آخرت کی جواب دہی کو سامنے رکھ کر زندگی گزار رہا ہوں؟

☛ ایمان اعمال کو نور، وزن اور آخرت کی قبولیت عطا کرتا ہے۔ ایمان کے بغیر اعمال دنیا میں فائدہ دے سکتے ہیں، مگر آخرت میں نجات کا ذریعہ نہیں بنتے۔ اللہ کا نور ہی اعمال کو حقیقت، سمت اور قبولیت دیتا ہے؛ جسے یہ نور نہ ملے، اس کے لیے کوئی حقیقی نور نہیں۔

نور اور ظلمات

- ان آیات میں نور اور ظلمات کا ذکر آیا ہے جو دراصل ایمان اور کفر کی نہایت گہری تمثیل ہیں
- آیتِ نور میں ایمان کو اس روشنی سے تعبیر کیا گیا ہے جو اللہ کی طرف سے دل میں اترتی ہے، پھر وہ انسان کی عقل، نیت، کردار، عبادت، معاملات اور زندگی کے مقصد کو روشن کر دیتی ہے۔ ایمان انسان کو یہ بصیرت دیتا ہے کہ میں کون ہوں، میرا رب کون ہے، زندگی کا مقصد کیا ہے، خیر و شر کا معیار کیا ہے، اور آخرت میں مجھے کس کے سامنے جواب دہ ہونا ہے۔ اسی لیے نورِ ایمان صرف ایک عقیدہ نہیں بلکہ اندرونی روشنی ہے جو انسان کو راستہ بھی دکھاتی ہے اور اس پر چلنے کی قوت بھی دیتی ہے۔
- اس کے مقابلے میں کفر کو ظلمات یعنی تہہ در تہہ تاریکیوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کفر صرف اللہ کے انکار کا نام نہیں، بلکہ وہ باطنی اندھیرا ہے جس میں انسان اپنی خواہشات، مفادات، شبہات، باطل نظریات اور جھوٹی امیدوں میں بھٹکتا رہتا ہے۔ کبھی اسے اپنے اعمال سراب کی طرح نجات کا ذریعہ محسوس ہوتے ہیں، مگر آخرت میں وہ بے حقیقت ثابت ہوتے ہیں؛ اور کبھی وہ گہرے سمندر کی تاریکیوں کی طرح ایسی ذہنی و روحانی گمراہی میں ہوتا ہے کہ اسے اپنا راستہ بھی سجھائی نہیں دیتا۔ اس لیے ان آیات کا مرکزی پیغام یہ ہے کہ حقیقی روشنی صرف اللہ کے عطا کردہ نورِ ہدایت سے ملتی ہے، اور جسے اللہ نور نہ دے، اس کے لیے کوئی حقیقی نور نہیں۔

کاروبار اور عبادت کا توازن

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ۙ

- اس آیتِ کریمہ (37) میں اُن اہلِ ایمان کا ذکر ہے جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔
- اسلام دنیا چھوڑنے کا دین نہیں، بلکہ دنیا میں رہ کر اللہ کو یاد رکھنے کا دین ہے
- مومن کاروبار کرتا ہے، مگر کاروبار اس کے دل پر قبضہ نہیں کرتا
- رزق کمانا عبادت بن سکتا ہے، اگر نیت حلال، طریقہ درست اور مقصد پاک ہو
- اصل خرابی تجارت میں نہیں، غفلت میں ہے
- دنیا انسان کے ہاتھ میں ہو، دل میں نہ ہو؛ یہی توازن ہے۔
- نماز، زکوٰۃ اور ذکر کاروباری زندگی کے اندر اخلاقی نگرانی پیدا کرتے ہیں۔
- یہ آیت بتاتی ہے کہ حقیقی دین داری مسجد سے بازار تک پھیلی ہوئی ہے۔
- مومن کا امتحان صرف محراب میں نہیں، لین دین میں بھی ہوتا ہے۔
- عبادت اور کاروبار کا توازن نورِ ایمان کی عملی علامت ہے۔

کاروبار اور عبادت کا توازن

حلال کمائی اور دیانت

- اسلام میں حلال رزق کمانا ایک باوقار اور مطلوب عمل ہے، بلکہ عبادت کے درجے میں ہے
- مگر حلال کمائی صرف حلال چیز بیچنے کا نام نہیں؛ طریقہ بھی حلال ہونا چاہیے
- جھوٹ، دھوکا، ناپ تول میں کمی، وعدہ خلافی اور ناجائز منافع کاروبار کی روح کو خراب کرتے ہیں۔
- مومن تاجر ہر معاملے میں یہ شعور رکھتا ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔
- قیمت، معیار، وزن، مدت، اجرت اور معاہدہ واضح ہونا چاہیے۔
- کاروبار میں امانت اور شفافیت عبادت کے اثرات کو ظاہر کرتی ہے
- جس نماز کا اثر بازار اور کاروبار میں نظر نہ آئے، اسے محاسبے کی ضرورت ہے۔
- حلال رزق دل کو شفاف، دعا کو مؤثر اور عبادت کو بامعنی بناتا ہے۔
- حرام یا مشتبہ کمائی دل کے نور کو کمزور کر دیتی ہے۔ اس لیے کاروبار میں تقویٰ عبادت کا عملی تسلسل ہے۔

کاروبار اور عبادت کا توازن

نماز اور وقت کی ترجیح

- آیت میں تجارت اور بیع کے ساتھ نماز کا ذکر خاص اہمیت رکھتا ہے۔
- اس کا مطلب ہے کہ فوری نفع بھی نماز پر مقدم نہیں ہو سکتا۔
- اذان کے وقت مومن کو یاد آتا ہے کہ اصل مالک رزق دینے والا اللہ ہے۔
- کاروبار بند کرنا صرف دکان بند کرنا نہیں، دل کو اللہ کی طرف موڑنا ہے
- ۔نماز دن کے اندر روحانی وقفہ ہے جو انسان کو دنیا کے دباؤ سے نکالتی ہے۔
- جو شخص نماز کے لیے وقت نکالتا ہے، وہ اپنے رزق میں اللہ کی برکت طلب کرتا ہے۔
- کاروباری مصروفیت نماز مؤخر کرنے کا مستقل بہانہ نہیں بننی چاہیے۔
- خاص طور پر جمعہ، جماعت اور فرض نمازوں کا اہتمام دینی ترجیح کو ظاہر کرتا ہے۔
- مومن کا نظام الاوقات (schedule) نماز کے گرد بنتا ہے، نماز اس کے schedule کی قیدی نہیں بنتی۔
- یہی توازن آیت کے "لَا تُلْهِيهِمْ" کا عملی مفہوم ہے

کاروبار اور عبادت کا توازن

زکوۃ، سماجی ذمہ داری اور برکت

- آیت میں نماز کے ساتھ زکوۃ کا ذکر بتاتا ہے کہ عبادت صرف ذاتی نہیں، مالی بھی ہے۔
- کاروبار سے حاصل ہونے والا مال اللہ کی امانت ہے، مطلق ملکیت نہیں۔
- زکوۃ مال کو پاک کرتی ہے اور دل کو بخل سے بچاتی ہے۔
- مومن تاجر منافع کماتا ہے، مگر محتاجوں، کمزوروں اور معاشرے کے حقوق بھی پہچانتا ہے۔
- زکوۃ اور صدقہ کاروبار میں برکت کا ذریعہ بنتے ہیں
- مال کی محبت اگر اللہ کی اطاعت سے روک دے تو وہ فتنہ بن جاتی ہے۔
- لیکن وہی مال اگر زکوۃ، خیر، خدمت اور حلال ضرورت میں لگے تو عبادت بن جاتا ہے۔
- اسلامی کاروباری اخلاق میں ملازمین کے حقوق (employee rights) ، مناسب اور معقول اجرت (fair wages) اور وعدوں کی پابندی بھی شامل ہے۔
- زکوۃ انسان کو یاد دلاتی ہے کہ رزق صرف میری محنت کا نتیجہ نہیں، اللہ کا فضل بھی ہے۔
- اس لیے مالی عبادت کاروباری زندگی کو پاکیزہ بناتی ہے

کاروبار اور عبادت کا توازن

عملی معیار اور محاسبہ

- کاروبار اور عبادت کے توازن کا اصل معیار یہ ہے کہ دنیا اللہ کی یاد سے غافل نہ کرے۔
- مومن خود سے پوچھے: کیا میرا کاروبار میری نماز کو متاثر کر رہا ہے؟
- کیا میری کمائی مکمل طور پر حلال اور شفاف ہے؟
- کیا میں نفع کے وقت عدل، سچائی اور امانت قائم رکھتا ہوں؟ک
- یا میری زبان کاروبار میں جھوٹ، مبالغہ یا دھوکے سے محفوظ ہے؟
- کیا میں زکوٰۃ، صدقہ اور لوگوں کے حقوق ادا کرتا ہوں؟
- کیا کامیابی مجھے تکبر میں مبتلا کر رہی ہے یا شکر میں؟
- کیا نقصان کے وقت بھی میں حرام راستے سے بچتا ہوں؟
- اس آیت کریمہ کا پیغام یہ ہے کہ مومن دنیا میں رہتا ہے، مگر آخرت کو بھولتا نہیں۔یہی نورِ ایمان ہے: ہاتھ کاروبار میں، دل اللہ کے ذکر میں، اور نظر آخرت پر ہو۔

سراب کی جدید مثالیں

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا

سراب کی قرآنی تمثیل اور آج کا انسان

- سورۃ النور آیت 39 میں کافروں کے اعمال کو سراب سے تشبیہ دی گئی ہے۔ سراب دور سے پانی دکھائی دیتا ہے، مگر حقیقت میں پانی نہیں ہوتا۔ پیاسا آدمی امید کے ساتھ اس کی طرف دوڑتا ہے، مگر قریب پہنچ کر محرومی کے سوا کچھ نہیں پاتا۔
- اسی طرح انسان بعض چیزوں کو کامیابی، نجات، عزت یا سکون کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ وہ ان کے پیچھے عمر، طاقت، مال اور ذہانت لگا دیتا ہے۔
- مگر جب آخرت، موت، بیماری، تنہائی یا حقیقت کا لمحہ سامنے آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سہارا حقیقی نہ تھا۔
- آج کے دور میں بھی بہت سی چیزیں "پانی" کی طرح دکھائی دیتی ہیں، مگر دراصل سراب ثابت ہوتی ہیں۔
- قرآن سے ہمیں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ ہر چمکتی چیز روشنی نہیں، اور ہر ظاہری کامیابی نجات نہیں۔
- اصل کامیابی وہ ہے جو ایمان، اخلاص، عملِ صالح اور آخرت کی جواب دہی کے شعور پر قائم ہو۔
- بغیر نورِ ہدایت کے انسان کامیابی کے نام پر بھی دھوکے کا شکار ہو سکتا ہے۔

سراب کی جدید مثالیں

شہرت، مقبولیت اور سوشل میڈیا کا سراب

- آج کے دور کا ایک بڑا سراب شہرت اور مقبولیت ہے۔
- لائکس، فالوورز، ویوز، تبصرے اور online recognition انسان کو یہ گمان دیتے ہیں کہ وہ کامیاب ہے۔
- مگر یہ مقبولیت اکثر عارضی، سطحی اور بے ثبات ہوتی ہے۔
- لوگ آج تعریف کرتے ہیں، کل بھول جاتے ہیں؛ آج trend ہے، کل کوئی اور trend آجاتا ہے۔
- اگر انسان اپنی قیمت لوگوں کی توجہ سے ناپنے لگے تو وہ اندر سے کمزور ہو جاتا ہے۔
- سوشل میڈیا کی دنیا میں دکھائی دینے والی خوشی، خوبصورتی اور کامیابی اکثر مکمل حقیقت نہیں ہوتی
- یہ انسان کو دوسروں سے مقابلہ (comparison)، حسد، ریا، خود نمائی اور اضطراب میں مبتلا کر سکتی ہے۔
- یہ سراب اس وقت ٹوٹتا ہے جب انسان تنہائی میں اپنے دل کی خالی پن کو محسوس کرتا ہے۔
- قرآن کا پیغام یہ ہے کہ حقیقی عزت اللہ کے ہاں قبولیت سے ملتی ہے، نہ کہ لوگوں کی عارضی داد سے۔ مومن شہرت کے بجائے اخلاص، خدمت اور اللہ کی رضا کو اصل معیار بناتا ہے۔

سراب کی جدید مثالیں

مال، کیریئر اور status کا سراب

- مال، منصب، career growth اور social status بھی آج کے بڑے سراب بن سکتے ہیں
- یہ چیزیں بذاتِ خود ناجائز نہیں؛ بلکہ حلال کمائی، محنت اور ترقی مطلوب بھی ہو سکتی ہے۔
- لیکن جب انسان انہیں زندگی کا آخری مقصد بنا لے تو یہی چیزیں فتنہ بن جاتی ہیں۔
- وہ سمجھتا ہے کہ زیادہ مال، بڑا گھر، اچھی گاڑی، اعلیٰ منصب اور مضبوط network اسے مطمئن کر دیں گے۔
- مگر مال بڑھنے کے ساتھ خواہشات بھی بڑھتی جاتی ہیں، اور دل کا خلا باقی رہتا ہے
- سٹیٹس انسان کو دوسروں سے برتر سمجھنے، تکبر، مقابلہ بازی اور دکھاوے میں مبتلا کر سکتا ہے۔
- کیریئر کی دوڑ میں بعض لوگ نماز، خاندان، صحت، اخلاق اور آخرت سب کو پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔
- جب موت سامنے آتی ہے تو عہدہ، برانڈ، اور بینک بیلنس ساتھ نہیں جاتے۔ یہ سب دنیا میں ضرورت کی حد تک نعمت ہیں، مگر مقصدِ حیات بن جائیں تو سراب ہیں۔
- مومن دنیا کماتا ہے، مگر آخرت کو نہیں بیچتا؛ وہ مال رکھتا ہے، مگر مال اسے نہیں رکھتا۔

سراب کی جدید مثالیں

"میں اچھا انسان ہوں" کا سراب

- آج ایک عام تصور یہ ہے کہ صرف "اچھا انسان" ہونا کافی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں کسی کا برا نہیں کرتا، لوگوں کی مدد کرتا ہوں، اس لیے مجھے دین، عبادت یا آخرت کی فکر کی ضرورت نہیں۔
- قرآن اس خوش فہمی کو سراب کے طور پر سامنے لاتا ہے۔
- نیکی صرف ظاہری اخلاق یا سماجی خدمت کا نام نہیں؛ نیکی کی بنیاد ایمان، اخلاص اور اللہ کے حکم کی اطاعت ہے۔
- اگر انسان اللہ کو رب نہ مانے، آخرت کی جواب دہی کو نظر انداز کرے، اور رسول ﷺ کی ہدایت سے بے نیاز ہو جائے تو اس کی نیکی آخرت میں نجات کی ضمانت نہیں بنتی۔
- دنیا میں اس کے اچھے کام سے لوگوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے، مگر آخرت میں قبولیت کا معیار اللہ کی رضا ہے
- خطرہ یہ ہے کہ انسان اپنی self-image سے مطمئن ہو کر توبہ، عبادت اور اصلاح سے غافل ہو جائے۔
- یہ بھی سراب ہے کہ انسان اپنے اخلاقی معیار خود بنا لے اور پھر خود ہی اپنے آپ کو کامیاب قرار دے دے۔
- قرآن بتاتا ہے کہ اصل کامیابی اللہ کے معیار پر کامیاب ہونا ہے، نہ کہ اپنے یا معاشرے کے معیار پر۔ اس لیے مومن نیکی کرتا ہے، مگر اپنی نیکی پر مغرور نہیں ہوتا؛ وہ قبولیت کے لیے اللہ کا محتاج رہتا ہے۔

سراب کی جدید مثالیں

نظریات، خواہشات اور جھوٹی آزادی کا سراب

- جدید دور کا ایک اور سراب یہ ہے کہ انسان مکمل آزادی کو کامیابی سمجھتا ہے۔
- وہ چاہتا ہے کہ خواہش، لذت، رائے اور انتخاب پر کوئی دینی یا اخلاقی پابندی نہ ہو۔
- بظاہر یہ آزادی خوشگوار لگتی ہے، مگر انجام میں انسان خواہشات کا غلام بن جاتا ہے۔
- جب حلال و حرام، حق و باطل اور خیر و شر کا معیار ختم ہو جائے تو زندگی بے سمت ہو جاتی ہے۔
- باطل نظریات بھی سراب کی طرح انسان کو روشن مستقبل کا وعدہ دیتے ہیں۔
- کبھی قومیت، کبھی مادہ پرستی، کبھی لذت پرستی، کبھی self-worshipانسان کو نجات کا راستہ معلوم ہوتی ہے۔
- مگر اللہ کی ہدایت کے بغیر یہ راستے انسان کو سکون، مقصد اور آخرت کی کامیابی نہیں دے سکتے۔
- سراب کی اصل پہچان یہ ہے کہ وہ امید بہت دیتا ہے، مگر حقیقت کے وقت کچھ نہیں دیتا۔
- آیت کا پیغام یہ ہے کہ وحی کے بغیر انسان اپنی عقل، خواہش اور نظریات سے آخری منزل نہیں پا سکتا۔ حقیقی نور وہی ہے جو اللہ عطا کرے، اور حقیقی کامیابی وہی ہے جو ایمان، اخلاص اور صالح عمل سے حاصل ہو۔

سراب کی جدید مثالیں

- سراب سے بچنے کا معیار
- ہر دور کے سراب بدلتے رہتے ہیں، مگر ان کی حقیقت ایک ہی رہتی ہے: ظاہری چمک، اندرونی خالی پن۔
- مومن کو ہر کامیابی سے پہلے یہ پوچھنا چاہیے کہ کیا یہ مجھے اللہ کے قریب کر رہی ہے یا دور؟
- کیا یہ چیز میری نماز، حیا، اخلاق، خاندان، امانت اور آخرت کی فکر کو کمزور کر رہی ہے؟
- کیا میں لوگوں کی نظر میں کامیاب ہوں مگر اللہ کے سامنے غافل؟
- کیا میری نیکی اخلاص پر قائم ہے یا تعریف، شہرت اور self-image پر؟
- کیا میرا مال حلال ہے، اور کیا میں اس کا حق ادا کر رہا ہوں؟
- کیا میری آزادی مجھے بندگی سے آزاد کر رہی ہے یا نفس کا غلام بنا رہی ہے؟
- سراب سے بچنے کا سب سے بڑا ذریعہ نورِ ہدایت ہے۔ قرآن، نماز، ذکر، توبہ، آخرت کا شعور اور صالح صحبت انسان کو حقیقت شناس بناتے ہیں۔
- جو شخص اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، وہ سراب کو پانی نہیں سمجھتا۔

اَللّٰهُمَّ

اَللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ، وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ-

اے اللہ ! ہمیں حق کو حق دکھااور اس کی پیروی کی توفیق دے، اور باطل کو باطل دکھااور اس سے بچنے کی توفیق دے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي لِسَانِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا، وَمِنْ فَوْقِي نُورًا، وَمِنْ تَحْتِي نُورًا، وَمِنْ أَمَامِي نُورًا، وَمِنْ خَلْفِي نُورًا، وَاجْعَلْ لِي نُورًا--

اے اللہ ! میرے دل میں نور عطا فرما، میری زبان میں نور، میری نگاہ میں نور، میری سماعت میں نور، میرے دائیں نور، میرے بائیں نور، میرے اوپر نور، میرے نیچے نور، میرے آگے نور، میرے پیچھے نور، اور میرے لیے نور بنادے۔

رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا، إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ-

اے ہمارے رب ! ہمارے لیے ہمارا نور مکمل فرمادے، اور ہمیں بخش دے، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا، إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، وَتُبْ عَلَيْنَا، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ-

اے ہمارے رب ! ہم سے قبول فرما، بے شک تو خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے؛ اور ہماری توبہ قبول فرما، بے شک تو بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم فرمانے والا ہے۔